علامہ خالدمحمود

عالم اسلام کی عظیم شخصیت اور حقیقی معنی میں لفظ علامہ کے مصداق، کامیاب مناظر، اہل حق کے روشن مینار، ٹھوس علمی کتابوں کے مصنف، حضرت علامہ خالدمحمود صاحب رحمہ اللہ کی وفات پرلکھا گیا ایک تعزیتی عریضہ جو رسالہ کی شکل اختیار کر گیا۔اس میں علامہ کے چند اوصاف وکمالات، علامہ کی تصانیف، حاضر جوابی اور چند واقعات، اشعار کے کچھ نمونے وغیرہ عنوانات سے چند باتیں جمع کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر......جامعۃ القراءات، کفلیتہ

فہرست رسالہ ''علامہ خالد محمود''

تعزیتی عریضہ بروفات: حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

محترم ومکرم مولانا مفتی فیض الرحمٰن صاحب، مولانا اقبال رنگونی صاحب اور حضرت کے اہل خانہ مدظلکم، رزقکم اللہ صبرا جمیلا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ رمضان کے بابرکت اور فضیلت والے مہینے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کی وفات کا حادثۂ جانکاہ پیش آیا۔

انا للہ واناالیہ راجعون، اللھم اجرنا فی مصیبتنا وعوّضنا خیرا منھا، للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ بمقدار، ادعوا من اللہ تعالی ان یرزقکم صبرا جمیلا وعلی ما فقدتم اجرا عظیما وجزیلا، ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا۔

یہ سرائے دہر مسافروں بخدا کسی کا مکان نہیں
جو مکین اس میں تھے کل کہیں آج ان کا نشان نہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم اسلام ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہوگیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کا حادثہ ایک ایسا نقصان عظیم ہے کہ جس کی تلافی ممکن نہیں۔ ایسے نازک وافسوسناک موقع پر آپ کا رنج والم اور فطری تأثر قدرتی چیز ہے، مگر اس راہ سے کس کو مفر؟ ﴿کل نفس ذائقۃ الموت﴾ کا فیصلہ حتمی ہے، ہم سب ہی کو اس منزل سے گذرنا

ہے۔سنت نبوی ﷺ میں یہ چند باتیں پیش خدمت ہیں۔اس وقت حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے وہ اشعار جوانہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کوان کے صاحبزادے کی تعزیت میں تحریر فرمائے تھے،نقل کرتا ہوں ؎

اِنِّیْ اُعَزِّیْکَ لَا اَنِّی عَلٰی طَمَعٍ مِنَ الْخُلُوْدِ وَ لٰکِنْ سُنَّةَ الدِّیْنِ

فَمَا الْمُعَزِّی بِبَاقٍ بَعْدَ صَاحِبِہٖ وَلاَ الْمُعَزّٰی وَاِنْ عَاشَ اِلٰی حِیْنٍ

میں تعزیت پیش کرتا ہوں، مگر خلود کی لالچ میں نہیں، بلکہ اس لئے کہ یہ دین اسلام کا طریقہ ہے۔

نہ تعزیت کنندہ باقی رہنے والا ہے اس کے دوست کے بعد، نہ تعزیت کیا جانے والا، اگرچہ دونوں اجل مسمی تک زندہ رہیں۔

آپ کو رنج ہوگا کہ آپ یتیم ہوگئے،مگر مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار صبر ہے۔اس وقت رہ رہ کر مرحوم کی خوبیاں یاد آرہی ہیں۔ مرحوم نے اپنے پیچھے قیمتی تصانیف، باصلاحیت تلامذہ اوراکیڈمی صدقۂ جاریہ چھوڑیں۔

خود بھی ایصال ثواب کیا اور دوستوں کو بھی تاکید کی۔اللہ تعالی مرحوم کے ساتھ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے، اور ہم سب ناقدروں کی طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائے،اور جملہ پسماندگان کوخصوصا آپ کوصبر جمیل عطافرمائے،آمین۔

علامہ کے چند اوصاف وکمالات

علامہ بڑے صفات کے مالک تھے۔علم وسیع ،نظر میں گہرائی وگیرائی، مسلم محقق،فرقۂ باطلہ کے رد میں بے مثال مناظر، منجھے ہوئے مصنف ومؤلف،علم مستحضر، حاضر جوابی میں یکتا اور فرد فرید،آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ،آثار صحابہ وتابعین کے ساتھ ساتھ عربی فارسی

اور اردو اشعار حافظہ میں اس قدر محفوظ اور بروقت اس کے اظہار پر قدرت کو دیکھ کر طبیعت حیران اور عش عش کرتی رہتی۔

مثالی سادگی

ان تمام کمالات کے باوجود زندگی انتہائی سادہ، پرانی اکیڈمی کے ایک چھوٹے سے کمرے میں اس قلندر کے شب وروز گذرے، نہ کوئی محل نہ کوٹھی، نہ کوئی زیب وزینت کے سامان، علماء زہاد کا عملی نمونہ۔

سونے چاندی کے لقمے مبارک تمہیں
جو کی خشک روٹی ہے کافی مجھے

کئی مرتبہ یہ خیال آیا کہ یا اللہ علم وتحقیق کا یہ بحر ذخار اور اس کی یہ درویشانہ زندگی۔ اہل علم کے لئے اس میں بڑا سبق، آج ہم میں سے علماء کہلائے جانے والے ایک گروہ نے بھی تن پروری اور راحت و آرام کے خاطر بڑے بڑے محلات اور کوٹھیاں بنا رکھی ہیں، اور ہماری یہ زندگی عوام کے لئے علم اور علماء سے نفرت اور دوری کا ذریعہ بن گئی۔ اور اسی تن پروری اور عیاشی نے ہمیں حق بات کہنے سے روک دیا، اور ہم اہل دنیا سے مرعوب ہو گئے۔ اگر آج بھی ہم میں قناعت اور سادگی ہو اور بقدر کفاف رزق پر گذارہ کی عادت ہو تو اہل مال کی مجال نہیں کہ ہمیں مرعوب کر سکیں۔

الحمد للہ علامہ رحمہ اللہ کی کئی مجالس میں شرکت اور ان کے علمی فیوض سے استفادے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات پر ان کی عظمت وقدر میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ بڑے ملنسار، تواضع اور انکساری کی صفت بھی لئے ہوئے، مجھ جیسے طالب علم کے ساتھ بھی ملاقات ومصافحہ میں مکمل سنت کا اتباع۔

علامہ کی مجالس میں شرکت کی سعادت

راقم نے ایک مرتبہ اپنا رسالہ ''حدیث اور سنت کا فرق'' دکھلایا اور تقریظ کی درخواست کی، پورا رسالہ پڑھا، اور بڑے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے، اور تقریظ کا بھی وعدہ فرمایا، مگر ضعف و مشاغل کی وجہ سے تحریر نہ کر سکے، مگر پوری تائید فرمائی کہ حدیث اور سنت میں فرق ہے، اور اس فرق کو نہ ماننا درست نہیں۔

مکہ کے لوگ ان پڑھ تھے، مگر دانا کتنے

''هو الذی بعث فی الامّیین رسولا الخ'' پر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عرب کا علاقہ خاص طور پر مکہ کے لوگ ان پڑھ تھے، مگر اتنے دانا تھے کہ ستاروں کی گردش پر موسم بتا دیتے تھے کہ اب کیسا موسم ہوگا، ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ نہ ہو، انہیں صرف علامت سمجھا جائے تو یہ کفر کی بات نہیں، ایک بدو عرب نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ موسم سرما کب ختم ہوتا ہے جب چاند اپنی تیسری رات ثریا ستاروں سے آملے ۔

اذا ما قارن القمر ثریا لثالثة فقد ذهب الشتاء

کسی مجلس میں دنیوی تذکرے یاد نہیں پڑتے، ہمیشہ علمی گفتگو، کوئی علمی سوال، پھر اس پر تفصیلی بحث و گفتگو یا مختصر کلام۔ علماء دیوبند کے حالات کے حافظ اور بروقت کسی اکابر کے ملفوظ یا قصہ سے استدلال کا نرالا انداز رکھتے تھے۔ بکثرت یاد پڑتا ہے کہ ابتداء ہی میں کوئی سوال پوچھ لیتے، پھر تھوڑی دیر جواب کے منتظر رہتے، ہم جیسے طالب علموں کی کیا ہمت ہوتی کہ لب کشائی کریں، تو خود ہی جواب دیتے، اور اس قدر مدلل کہ تشفی ہو جاتی۔ طرز تفہیم بھی انوکھا اور سادہ کہ اہل علم تو خیر عوام بھی سمجھنے میں دشواری محسوس نہ کرتے۔

ایک مرتبہ سوال کیا کہ: اس صدی کا مجدد کون ہیں؟ ہم خاموش رہے تو خود ہی ایک

تفصیلی تقریر فرمائی۔اس ضمن میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کا بڑے وقیع انداز میں تذکرہ فرمایا،اوران کی خدمات کواس طرح اجاگر کیا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ ان کو بھی مجدد مان رہے ہیں۔

کسر نفسی کا یہ عالم کہ ایک سے زائد مرتبہ آپ کے حالات کے متعلق سوال کیا،مثلاً حضرت ! آپ کی فراغت کب ہوئی ؟ آپ کے اساتذہ کون ہیں وغیرہ ؟ مگر ہمیشہ جواب سے احتراز، بلکہ نکیر کی کہ اس سے کیا کام؟اس سے کیا فائدہ؟ کوئی کام کی بات کرو۔

ان جذبوں کی وجہ سے میری بھی نماز قبول ہو جائے

ایک دفعہ آپ افریقہ تشریف لے گئے تو مالکی مسلک کی مسجد میں جانا ہوا،نماز کا وقت تھا، دیکھا کہ اکثر عوام اوران کے گھٹنے کھلے ہوئے، چونکہ مالکیہ کے یہاں گھٹنے ستر میں داخل نہیں،تو شروع میں آپ نے خیال کیا کہ میں ان کے ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوں گا، پھر خیال آیا کہ اللہ تعالی ان کے دلوں کے جذبوں کوتو جانتا ہے، یہ فوج درفوج نماز میں آرہے ہیں،اوران کو مسائل کا کوئی علم بھی نہیں،اللہ ان کے ان جذبوں کی وجہ سے ان کی نماز قبول کریں گے تو میری نماز بھی قبول ہو جائے گی،اس خیال سے میں ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔

علامہ کی تصانیف

علامہ کی تصانیف کا مطالعہ کرے تو پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ اس آدمی نے اکیلے یہ صفحات ہی نہیں دفاتر کے دفاتر کیسے لکھے؟ قرآن واحادیث اور علماء سلف کے حوالوں سے اوراق کے اوراق پُر،ٹھوس اور علمی دلائل،تمام شبہات کا ازالہ، ہر اشکال کا حل، مختلف اعتراض کا مدلل وشافی جواب۔

جن موضوعات پر قلم اٹھایا حق ادا کر دیا، اللہ کرے علامہ کی تصانیف عام ہو جائیں اور اہل علم ان سے استفادہ کریں، بہت کچھ اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہیں۔ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب رحمہ اللہ جیسے وسیع النظر عالم نے جب ''مقام حیات'' (مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء علیھم السلام'') دیکھی تو فرمایا: ''اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گذری''۔ افسوس کہ حضرت کی تصانیف یہاں برطانیہ میں اتنی عام نہ ہو سکی جتنی ہونی چاہئے تھیں۔

منتہی طلباء اور تفسیر و حدیث کے اساتذہ کو علامہ رحمہ اللہ کی ''آثار التنزیل'' و''آثار الحدیث'' اور ''آثار التشریع'' کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے، بڑے قیمتی اور مفید مضامین اور بہت اصولی مباحث اس میں جمع ہو گئے ہیں۔

مثلاً: ''آثار التنزیل'' میں ضرورۃ القرآن، خصوصیات القرآن، صداقت القرآن، فضائل القرآن، نزول القرآن، جمع القرآن، کتابت القرآن، احرف القرآن، حفاظت القرآن، حفظ القرآن، لسان القرآن، ترجمۃ القرآن، تجوید القرآن، قرائت القرآن، اسلوب القرآن، سور القرآن، ایمان القرآن، مقام القرآن، علوم القرآن، حقائق القرآن' اعجاز القرآن،، نسخ فی القرآن، تاثیر القرآن جیسے اہم عنوانات سے نہایت کارآمد اور مفید باتیں بیان کی گئی ہیں۔

اسی طرح ''آثار الحدیث'' میں : لفظ حدیث، تاریخ حدیث، موضوع حدیث، ضرورت حدیث، مقام حدیث، اخبار حدیث، قرآن الحدیث، حجیت حدیث، حفاظت حدیث، تدوین حدیث، رجال حدیث، اسلوب حدیث، امثال حدیث، غریب الحدیث وغیرہ عنوانات سے لائق مطالعہ اور غیر معمولی اہمیت کے حامل موضوعات ہیں۔

اسی طرح ''آثارالتشریع'' فقہ اسلامی کے تعارف کی ایک کامیاب کوشش ہے، کوئی صاحب عقل فقہ کی اہمیت اوراس کی افادیت کا انکارنہیں کرسکتا۔ علامہ نے اس کتاب میں فقہ اسلامی کا نہ صرف بہترین تعارف کرایا ہے، بلکہ فقہ کے خلاف کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات بھی بڑے مثبت انداز میں دیئے ہیں۔

تصوف اور علم احسان کو نہ جانے کس کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، اور ایک منظّم سازش کے تحت اس بابرکت فن کے خلاف بیانات اور تصانیف کا غیر منتہی سلسلہ شروع کیا گیا، علامہ نے ''آثارالاحسان'' کے نام سے اس علم کا کتاب وسنت کی روشنی میں خوب جائزہ لیا۔

علامہ رحمہ اللہ کا ''صحیح بخاری'' کی آخری حدیث کا درس شائع ہو چکا ہے، اس میں حضرت نے جو مباحث چھیڑے ہیں، یہ ان کی حدیثی بصیرت اور بخاری شریف پر گہری نظر کے شاہد ہیں، ساتھ ہی زمانہ حال کے گمراہ کن افکار کے رد کے لئے دوسرے اہل علم کے لئے بھی باعث تقلید ہے۔

مثلا: ایک بحث فرمائی کہ ''صحیح بخاری'' میں فقہ پہلے ہے اور حدیث بعد میں، پھر امام بخاری رحمہ اللہ اور طلاق ثلاثہ، اور امام بخاری رحمہ اللہ اور تراویح، امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں اقوال ائمہ سے بھی استناد، امام بخاری رحمہ اللہ محدثین کوفہ کی خدمت میں، امام بخاری رحمہ اللہ کے کوفہ کے شیوخ حدیث، امام بخاری رحمہ اللہ سلف صالحین کی پیروی میں، ضعیف حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں، امام بخاری رحمہ اللہ صوفیہ کرام اور اہل ذکر میں سے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ کا نظریہ انوار قبور، امام بخاری رحمہ اللہ اور تبرک بآثار الصالحین وغیرہ۔

ایران میں خمینی کے برسر اقتدار آنے کے بعد حالات نے عجیب انگڑائی لی، ایران کی یہ تحریک دراصل ایک سیاسی تحریک تھی، وہاں کے شاہی نظام کے خلاف ایک جمہوری آواز تھی، امریکہ اور روس کے درمیان ایک تیسری صدا تھی، یورپ کے مقیم مسلمان جو اس سیاسی کروٹ میں ان کے ہمنوا تھے اس انقلاب سے بہت متأثر ہوئے، اور ہر طرف امام خمینی کی آوازیں اٹھنے لگیں، اس وقت علماء کی طرف سے بار بار اسلامک اکیڈمی مانچسٹر سوالات کئے گئے، علامہ کی ''عبقات'' نامی کتاب میں اس پر کافی تفصیلی بحثیں ہیں، اور سینکڑوں عنوانات پر علمی، تاریخی اور تحقیقی مضامین جمع کئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر بڑی قیمتی کتاب اور اس ذوق کے حاملین کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔

برطانیہ میں رویت ہلال کا مسئلہ بڑا معرکۃ الآراء سمجھا جاتا ہے اور ہے، اس اہم مسئلہ کو راجح مرجوح کہہ کر یا اجتہادی مسئلہ کا عنوان دے کر، یا دین کے اور بہت کام کرنے کے ہیں وغیرہ کے جملوں سے گھٹایا نہیں جا سکتا ہے، ہر مسلمان کو عید کرنی ہے، رمضان کے فرض روزے رکھنے ہیں، واجب قربانی ادا کرنی ہے، تکبیر تشریق پڑھنی ہے، اعتکاف کی سنت اپنانی ہے۔ بعض لوگوں نے اس فارمولہ کو اپنا شیوہ بنالیا کہ ''میں اختلاف میں نہیں پڑتا'' تو وہ حضرات فرض روزے رکھنا چھوڑ دیں، عید نہ کریں، تکبیر تشریق کہنا ترک کردیں، قربانی کرنا بند کردیں، کیونکہ اختلاف تو کرنا پڑے گا، اپنا عمل کسی ایک جماعت کے ساتھ تو رکھنا پڑے گا۔

علامہ نے اس اہم موضوع پر ایک مقالہ ''دو عیدیں کیوں؟'' کے عنوان سے تحریر فرما کر شائع کیا، اور اپنا قول و عمل کھل کر ظاہر فرمایا۔

ایک مرتبہ اپنی اکیڈمی کی نئی مسجد میں ''وفاق العلماء'' کی میٹنگ کرائی، اور اس میں

شرکت کر کے آخری نصائح فرمائیں، اور کھل کر رویت ہلال کے مسئلہ کی وضاحت فرمائی اور اپنا موقف ظاہر فرمایا۔

نوٹ:...... اس مختصر مضمون میں حضرت رحمہ اللہ کی جملہ تصانیف پر کلام مشکل ہے، اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حاضر جوابی اور چند واقعات

معترض اور ضدی آپ کی خدمت میں بڑے اعتراضات لے کر آتا اور چند لمحوں میں شرمندہ ہوکر واپس ہو جاتا، اور مخلص سائل اپنی علمی پیاس لے کر آتا اور جواب سے مستفید ہوکر بامراد جاتا۔

ایک اسی طرح کا معترض آیا اور کہنے لگا کہ: ''بخاری'' میں یہ حدیث ہے، مطلب یہ تھا یہ حدیث تمہارے مسلک کے خلاف ہے، حضرت نے فرمایا: بخاری کیا ہے؟ بخاری کوئی کتاب نہیں، تجھے بخاری کا نام معلوم ہے؟ وہ بیچارہ کیا کہتا، شرمندہ ہوکر چلا گیا، دوبارہ حاضر ہوا اور کہنے لگا: الجامع الصحیح ''ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا، کہ حضرت نے سوال قائم فرما دیا: بتاؤ: جامع اور صحیح کسے کہتے ہیں؟ بس '' فبهت الذی ... '' کا سماں تھا۔

اس واقعہ کے ساتھ سنایا کہ: ہمارے مدارس میں ہر سال ختم بخاری کے موقع پر ''بخاری شریف'' کے بڑے فضائل بیان کئے جاتے ہیں، مگر اس بات کی صراحت نہیں کی جاتی کہ ''بخاری'' کے علاوہ بھی بکثرت احادیث صحیح ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیوی علوم کے طلبا کالج اور یونیورسٹی میں جا کر بہت آسانی سے بہک جاتے ہیں، اس لئے کہ ایک فرقہ ان کو ''بخاری'' کی حدیث بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا عمل اس کے خلاف ہے، وہ بیچارہ اپنے مدرسہ کے شیخ الحدیث صاحب سے ''بخاری'' کے بارے میں بہت کچھ سن چکا ہوتا

ہے۔اوراس کا شکار ہو جاتا ہے۔اس کوتاہی پر نہ جانے کتنے نوجوان اپنے مسلک سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مرکز اسلام مدینہ منورہ چھوڑنے کی وجہ

ایک دفعہ آپ بحرین تشریف لے گئے ،ایک طالب علم جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عقیدت نہیں تھی ،اس نے کہا: پہلا شخص جس نے مرکز اسلام بدلا ہے وہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔علامہ نے جوابا فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حالات کیسے تھے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تھے،اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا کہ اب آپس میں اختلاف ہوگا، اورلڑائیاں ہوں گی،اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا روضہ مبارک ہے، یہ ادب کا مقام ہے،اس کا احترام ضروری ہے،اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ چھوڑا۔اب بتاؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا غلط کیا، یا بہتر قدم اٹھایا۔

حرام مال پر زکوۃ واجب ہے اور کتنی؟

ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ چوری کے مال یا مشتبہ مال پر یا ڈاکہ کے مال پر زکوۃ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: اس پر زکوۃ واجب ہے۔سائل نے پوچھا کتنی زکوۃ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: حلال مال میں ڈھائی فیصد اور حرام مال میں سو فی صد۔

دعوتی کارڈ اور مرحوم کی نرالی نصیحت

ایک مرتبہ آپ نے شادی کا دعوت نامہ دیکھا جو بڑا خوبصورت تھا،تو ایک صاحب کو دیا اور کہا دیکھو کیسا ہے؟ اس نے کہا: واہ کمال کا ہے،آپ نے کہا اچھا مجھے پان کی ضرورت

ہے اس کارڈ کو لے جاؤ اور پان لے آؤ، اس نے کہا واقعی کارڈ تو بہت عمدہ ہے، مگر اس سے کم قیمت کا ایک پان بھی نہیں آئے گا، پان تو اس نوٹ کا آئے گا جس پر سرکاری مہر ہو۔ تو آپ نے فرمایا: سنت سرکاری نوٹ ہے، جس پر آپ ﷺ کی مہر ہے، اس کے علاوہ جتنی نئی نئی ایجادات ہیں ان کی حیثیت ایک خوبصورت کارڈ کی تو ہوسکتی ہے، اس کے علاوہ ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

قرآن شریف میں کہاں ہے کہ سود نہ لو

ایک شخص نے سوال کیا کہ قرآن شریف میں کہاں ہے کہ سود نہ لو۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ ولا تأکلوا الربوا ﴾۔ قرآن نے یہ تو نہیں کہا کہ سود نہ لو، بلکہ یہ کہا کہ سود نہ کھاؤ، اس لئے کہ جو چیز لی جاتی ہے اس کا کوئی نشان پھر بھی باقی رہ جاتا ہے، اور جو چیز کھائی جاتی ہے اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالی نے سود لینے والے کے لئے یہ تعبیر اختیار فرمائی کہ جو لوگ سود کھانے والے ہیں، ان کی ساری جاگیریں بے نشان ہوجائیں گی۔

نو (۹) کے عدد سے نہ ٹکراؤ

﴿الیوم اکملت لکم دینکم ، الخ﴾ یہ آیت نازل ہوئی: ۹؍ ذی الحجہ کو، اور آپ ﷺ کی ولادت: ۹؍ ربیع الاول کو ہوئی، تو ہمارا آغاز بھی: ۹؍ سے ہے، اور ہماری انتہا بھی: ۹؍ پر، اس لئے: ۹؍ سے نہ ٹکرانا جو: ۹؍ سے ٹکرائے گا وہ ختم ہوگا اور: ۹؍ باقی رہے گا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ: ۹؍ کو دو سے ضرب دو (یعنی: ۹؍ کو: ۲؍ سے ٹکراؤ) تو: ۱۸؍ ہوگا، ۱۸؍ کس طرح لکھا جائے گا، ایک اور آٹھ، اور: ۱؍ اور: ۸ کا ٹوٹل کیا ہوا: ۹؍ تو: ۹؍ پھر آ گیا۔ ۹؍ کو: ۳؍ سے ضرب دو تو ہوگا: ۲۷؍ ستائیس کیسے لکھیں گے، دو اور سات، ۲؍ اور ۷؍ کتنے

ہوئے: ۹ر تو نو پھر آ گیا۔

۹ر کو: ۴ر سے ضرب دو تو ہوگا: ۳۶ر چھتیس کیسے لکھیں گے، تین اور چھ، ۳ر اور ۶ کتنے ہوئے: ۹ر تو نو پھر آ گیا۔

۹ر کو: ۵ر سے ضرب دو تو ہوگا: ۴۵ر پینتالیس کیسے لکھیں گے، چار اور پانچ، ۵ر اور ۴ر کتنے ہوئے: ۹ر تو نو پھر آ گیا۔

علم حساب کی زبان میں مخالفت کو کہتے ہیں ضرب، اور پیار کو کہتے ہیں جمع، نو کے ساتھ جو جمع ہوا وہ باقی رہا۔ مثلاً:

۹ر اور: ۴ر تیرہ ہوئے، اس کا ٹوٹل ہوا: ۱۳ر تو تین اور ایک ہو گئے چار۔ اسی طرح: ۹ر اور ۵ر ہو گئے: ۱۴ر، اس کا ٹوٹل ہوا: ۱۴ر تو ایک اور چار ہو گئے چودہ۔

اشعار کے چند نمونے

علامہ کو اشعار بھی خوب یاد تھے اور اس کا بہت اچھا ذوق رکھتے تھے، درمیان کلام بر وقت شعر پڑھ کر اس بات کو باغ و بہار بنا دیتے تھے۔ اس کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

دجل کی حقیقت کو سمجھاتے ہوئے فرمایا: دجل کہتے ہیں حق اور باطل کو ملا کر چلنا، جھوٹ اور سچ کو اس طرح بیان کرنا کہ دوسرے کو پتہ ہی نہ چلے کہ حق کیا ہے ؎

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

ایک مرتبہ فرمایا: اتنی ہماری زندگی قیام میں نہیں گذری جتنی سفر میں گذری ؎

منزلوں کی بات چھوڑ کس نے پاس منزلیں کیں
یا سفر اچھا لگا یا ہم سفر اچھا لگا

کسی فارسی شاعر نے بہت صحیح کہا ہے ؎

صوفی نشود صافی چوں درنہ کشد جامے

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ہر صوفی صافی نہیں بنتا جب تک پیالے کی تہہ تک نہ پی جائے، کسی خام کو پختہ ہونے تک بڑا لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

ایک گفتگو کے درمیان فرمایا: یورپ کی تہذیب آخر دم توڑ جائے گی

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائدار ہوگا

ایک صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا ؎

غیرت کی جا ہے عیسی زندہ ہو آسماں پر

مدفون ہو زمین پہ شاہ جہاں ہمارا

یعنی حضرت عیسی علیہ السلام تو آسمان پر زندہ ہوں، اور نبی کریم ﷺ زمین میں مدفون ہوں۔

اس پر برجستہ فرمایا ؎

عزت کی جا ہے عیسی اس سرزمین پر اتریں

مدفون ہے جہاں پہ شاہ جہاں ہمارا

غیرت کی جا نہیں یہ تو عزت کی جا ہے۔

عظمت صحابہ پر کلام کرتے ہوئے فرمایا: الحمد للہ ہم نے اپنی بساط کے مطابق عظمت اصحاب رسول ﷺ کے گرد پہرے دیئے ہیں ؎

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

صدر ایوب کے دور میں چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے شہیدوں نے جو قربانیاں دیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے ۔

سیالکوٹ کے شہداء تمہارے خون کی قسم
جلائی تم نے حیات دوام کی قندیل
تمہارے جذبہ ایمان نے کر دیا ثابت
کہ اس دیار میں باقی ابھی ہیں اسماعیل
تمہارے عزم نے پندار کفر توڑ دیا
بنا کے ٹینکوں کے سامنے چھاتیوں کی فصیل

اہل حق اور اہل باطل کی جماعتوں کے بارے میں فرمایا کہ: ایک جماعت ہے جس کو تمام ظلمتوں سے ٹکر لینے کی توفیق ملی، اور دوسری جماعت کا رخ غلط ہے یا صحیح ؟ لیکن سب ایک طرف لگے ہوئے ہیں، ہم نے ان کی تاریخوں کو دیکھا، اور سب کو ایک طرف رخ کئے ہوئے پایا ۔

میں غور سے پڑھتا جاتا تھا تقدیر اجارہ داروں کی
پہلو سے گذرتی جاتی تھیں مغرور قطاریں کاروں کی

ایک مجلس میں فرمایا: مذہب کی تعلیم لڑانا نہیں، بٹے ہوئے انسانوں کو پھر سے جمع کرنا ہے ۔

نشہ پلا کر گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

ایک گروہ کے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا: ان کو چاہیئے کہ جب تمہاری تحریک فیل ہو گئی تو آخرت کو ہی سوار لیں۔

حیرت ہے اس مسافر بے بس کے حال پر
جو تھک کر رہ گیا ہو منزل کے سامنے

آج مسلمان ممالک غیروں سے قرضے لے رہے ہیں اور خوش ہیں، اس پر فرمایا۔

مچھلی نے ڈھیل پائی، لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

حکمرانوں کے بلند و بالا نامناسب بلکہ جھوٹے نعروں پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

حکمران آتے رہے جاتے رہے
ہم فریب راہنما کھاتے رہے

بعضوں کی زندگی کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے کیا خوب شعر پڑھا۔

کیا کہیں احباب کیا کارنمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

ترکوں کے خلاف بغاوت شریف مکہ سے کرائی، شریف مکہ کا خاندان ہاشمی تھا، جو بڑا اونچا خاندان ہے، اس پر فرمایا کہ: اللہ تعالی کی کروڑوں رحمتیں ہوں ڈاکٹر اقبال پر کہ انہوں نے عجیب بات کہی۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ
خاک وخون میں مل رہا ہے سر کمان سخت کوش

ایک موقعہ پر بزرگوں کی قربانیوں کو بیان کرتے ہوئے کتنا معنی خیز شعر پڑھا۔

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

علماء دیو بند کی تاریخ یہ رہی ہے کہ جب ضرورت پڑی سب سے پہلے قربانی انہوں نے ہی دی ہے۔

چمن کو جب بھی خون کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے گردن ہماری کٹی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بدوی کے اشعار

اخیر میں اس بدوی کے دو شعروں پر تعزیتی عریضہ ختم کرتا ہوں جو انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی وفات پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائے تھے، ممکن ہے کہ آپ کے لئے یہ اشعار سامان تسلی بنیں۔

اِصْبِرْ نَكُنْ بِكَ صَابِرِيْنَ فَاِنَّمَا — صَبْرُ الرَّعِيَّةِ بَعْدَ صَبْرِ الرَّأْسِ
خَيْرٌ مِنَ العَبَّاسِ اَجْرُكَ بَعْدَهُ — وَاللّٰهُ خَيْرٌ مِّنْكَ لِلْعَبَّاسِ

آپ صبر کیجئے تو ہم بھی آپ کی اتباع میں صبر کریں گے، کیونکہ رعایا اسی وقت صبر کرتی ہے جب بادشاہ صبر سے کام لے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے انتقال کے بعد آپ کا اجر زیادہ باعث خیر ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں آپ کے لئے اللہ زیادہ بہتر ہے۔ فقط والسلام۔

علامہ رحمہ اللہ نے جس سادگی سے زندگی گذاری اسی سادگی سے موت کا سفر بھی فرمایا، کرونا کی وباء اور کرفیو کا سماں، اس حالت میں چل بسے کہ نہ جنازہ میں شرکت کا موقعہ نہ تعزیت کے لئے جانا ممکن۔

جنازہ میں کم شریک ہونے والوں کی تعداد کے چند تاریخی واقعات

کرونا وباء کی وجہ سے علامہ کے جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد بھی کم تھی، اس پر مجھے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کا منظر یاد آ گیا، خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد آپ کی نماز جنازہ صرف: ۱۷/افراد نے پڑھی ہے۔(سیر الصحابہ ص۲۲۱ ج۱)

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں ایک مختصر سی جماعت شریک تھی، اس لئے کہ آپ کا حادثۂ وفات مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر زبدہ کے مقام پر ہوا تھا، اورآپ ﷺ کی پیشنگوئی کے مطابق ایک قافلہ نے ان کی تدفین وتکفین کا انتظام کیا۔

(سیر الصحابہ ص۷۵، ج۲، حصہ۳)

حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کے جنازہ ایسا ہی ہوا کہ دو ہم سفر رفقاء نے ان کی نماز ادا کی۔

بصرہ آباد ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو یہاں کا حاکم بنایا تھا، چند دنوں کے بعد انہیں معزول کر کے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کوان کی جگہ مقرر کیا، اوران کو تحریر فرمایا کہ: آپ فوراً بحرین چھوڑ کر بصرہ کا انتظام سنبھالو، اس حکم پر حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ روانہ ہوگئے، لیکن فرمان خلافت کے ساتھ ہی پیام اجل بھی پہنچ گیا، اور راستہ میں مقام ''لیاس'' میں انتقال فرما گئے۔ یہ مقام آبادی سے دور اور بے آب و گیاہ تھا، پانی کی بڑی قلت تھی، حسن اتفاق سے بارش ہوئی، تو ساتھیوں نے بارش کے پانی سے غسل کا انتظام کیا، اور تلوار سے گڑھا کھود کر قبر تیار کی۔ اس طرح بحرین و بصرہ کے حاکم اس بے سرو

سامانی کے ساتھ ایک بے آب و گیاہ میدان میں سپرد خاک کئے گئے۔

(سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ص ۱۷۵ جلد ۴، حصہ ہفتم)

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید میں گرفتار تھے کہ صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، اور آپ کسی طرح قید سے رہا ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے مگر معاہدہ کی بناء پر واپس کئے گئے، پھر راستہ میں جو واقعہ پیش آیا وہ تاریخ میں محفوظ ہے، بالآخر مدینہ منورہ سے دور ایک ساحلی مقام پر قیام کیا، اور رفتہ رفتہ یہ جگہ مظلوم مسلمان جماعت کی پناہ گاہ بن گئی، کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ نے اس آزاد گروہ کے بارے میں پیغام بھیجا کہ حضرت ابو جندل اور حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آجائیں اور دوسرے حضرات اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے جائیں، یہ گرامی نامہ ایسے وقت پہنچا کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر تھے، خط مبارک ہاتھ میں لے کر پڑھتے پڑھتے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھا کر اسی ویرانہ میں سپرد خاک کیا۔ اس ویرانہ میں نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کوئی زیادہ نہیں تھی۔

(سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ص ۲۵۹ جلد ۴، حصہ ہفتم)

اور تو اور حضرات شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم پر نماز جنازہ پڑھنے والے کیا ہزاروں تھے؟

ان کے علاوہ سینکڑوں حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غزوات کے سفر میں شہید ہوئے، وہاں کوئی بڑی تعداد نماز جنازہ میں شریک نہیں تھی۔

اسی طرح صلحاء اور اولیاء کے نہ جانے کتنے بزرگ اور علماء حج و عمرہ اور حصول علم کے مبارک سفر میں وفات پا گئے، ان کی نماز میں شریک ہونے والے بھی تھوڑے سے ہی افراد تھے۔

تاریخ میں ایسے کئی بزرگوں کے حالات مذکور ہیں جو بحری جہاز میں انتقال فرما گئے، ان کی نماز بھی چند حضرات نے پڑھی۔

پھر اللہ تعالی نے اپنے پاس بلانے کے لئے مہینہ بھی رمضان کا منتخب فرمایا۔حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

جس کی موت رمضان المبارک میں ہو وہ جنت میں داخل ہوگا، جس کی موت عرفہ کے دن ہوجائے وہ جنت میں داخل ہوگا، جس کی موت صدقہ کے موقعہ پر (یعنی صدقہ خیرات کے بعد ہو) وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(ابونعیم شرح الصدور ص ۳۱۴۔شمائل کبری ص ۲۴۶، جلد دہم، مطبوعہ: زمزم پبلیشرز، کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ماہ رمضان میں مرنے والوں سے عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے۔ (شرح ص ۲۰۷۔شمائل کبری ص ۴۶۱، جلد دہم)

عمر کی یہ سعی مسلسل کارگر ہوتی گئی
زندگی لحظہ بلحظہ مختصر ہوتی گئی
سانس کے پردے پریوں بجتا رہا ساز حیات
موت کے قدموں کی آہٹ تیز تر ہوتی گئی

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۴ رشوال المکرّم ۱۴۴۱ھ مطابق: ۲۷ رمئی، بروز بدھ

(۱)......مولانا یوسف ماما صاحب..........	(۲)......مفتی یوسف ساچا صاحب..........
(۳)......مولانا احمد سرکار صاحب.........	(۴)......مولانا سلیمان بوڑیات صاحب....
(۵)......مولانا سلیمان ماکڈا صاحب....	(۶)......قاری حنیف صاحب نرولی.........